روزنامہ
الفضل
C.P.L 29-FD ٹیلی فون نمبر 047-6213029
ایڈیٹر: عبدالسمیع خان
Web: http://www.alfazl.org
Email: editor@alfazl.org
منگل 22 نومبر 2005ء 19 شوال 1426 ہجری 22 نبوت 1384 ہش جلد 55-90 نمبر 260

بہترین ذریعہ معاش

حضرت رافعؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ کونسا ذریعہ معاش سب سے بہتر ہے۔ آپؐ نے فرمایا:
صاف ستھری تجارت جو گناہ سے پاک ہو اور آدمی کا اپنے ہاتھ سے کام کرنا۔

(مسند احمد حدیث نمبر:15276)

تقویٰ کا مضمون باریک ہے۔ اس کو حاصل کرو خدا کی عظمت دل میں بٹھاؤ۔ (حضرت مسیح موعود)

باہمی لین دین، امانتوں اور قرضوں کی ادائیگی کے بارے پُرمعارف خطبہ جمعہ

ماپ تول کم کرنا۔ دوسروں کا ناحق مال کھانا اور کاروباری بددیانتی بہت بڑا گناہ ہے

اس فعل کی وجہ سے بعض گزشتہ قوموں پر عذاب آیا اس میں سبق ہے کہ ان باتوں سے بچ کر الٰہی عذاب کے مورد نہ بنو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبہ جمعہ فرمودہ مورخہ 18 نومبر 2005ء بمقام بیت الفتوح (مورڈن) لندن کا خلاصہ

خطبہ جمعہ کا یہ خلاصہ ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18 نومبر 2005ء بمقام بیت الفتوح مورڈن لندن میں خطبہ جمعہ میں باہمی لین دین، امانتوں اور قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں نصائح کرتے ہوئے فرمایا کہ ماپ تول پورا نہ کرنا۔ ڈنڈی مارنا۔ دوسروں کے مال ناحق کھانا اور کاروباری بددیانتی بہت بڑا گناہ ہے۔ اس فعل کی وجہ سے بعض گزشتہ قومیں تباہ ہوئیں۔ اگر خدا کی سزا سے بچنا چاہتے ہو تو ان فساد کرنے والی باتوں سے بچو۔

حضور انور نے سورۃ الشعراء کی آیات 182 تا 184 کی تلاوت کرنے کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جہاں جہاں بھی حضرت شعیبؑ کی قوم کا ذکر فرمایا ہے وہاں یہ نصیحت فرمائی کہ ماپ تول پورا دیا کرو کم تولنے کیلئے ڈنڈی مارنے کے طریق اختیار نہ کرو۔ یہ چیز بدامنی پھیلانے کا باعث بنتی ہے۔ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں اسی مضمون کی ہیں ان کا ترجمہ یہ ہے۔ پورا پورا ماپ تولو اور ان میں سے نہ بنو جو کم کر کے دیتے ہیں اور سیدھی ڈنڈی سے تولا کرو۔ اور لوگوں کے مال ان کو کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں فسادی بن کر بدامنی نہ پھیلاتے پھرو۔

حضور انور نے فرمایا کہ ماپ تول پورا نہ کرنا۔ ڈنڈی مارنا، دوسروں سے لیتے وقت زیادہ لینا اور انہیں دیتے ہوئے کم دینا۔ یہ تمام باتیں چوری اور ڈاکے کی طرح ہیں اور یہ بہت بڑا گناہ ہے اسے معمولی بات نہ سمجھو۔ لوگوں کا مال کھانے والا۔ کم تولنے والا حرام مال لینے کی وجہ سے طبعاً فسادی اور فتنہ پرداز بن جاتا ہے وہ دوسروں کے حقوق تلف کرتا ہے اس سے نیکی کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کی ہر بات سے برکت اٹھ جاتی ہے۔ کاروباری بددیانتی اور دوسروں کا مال کھانا ایسے فعل ہیں کہ ان کی وجہ سے پہلی قوموں پر تباہی آئی۔ ان کے واقعات جو قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں وہ پرانے قصے نہیں بلکہ ان میں آئندہ آنے والے لوگوں کیلئے سبق ہیں کہ اگر اس تعلیم سے ہٹو گے تو اللہ تعالیٰ کے عذاب کے مورد بن جاؤ گے۔ اس لئے اگر تم سزا سے بچنا چاہتے ہو تو ان فساد پیدا کرنے والے امور سے بچو۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس زمانہ میں انفرادی طور پر بھی اور قومی طور پر بھی ایک دوسرے کو تجارت اور لین دین میں نقصان پہنچانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ معاہدوں پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ان کی تاویلیں کی جاتی ہیں۔ خدا تعالیٰ کا واضح حکم ہے کہ لوگوں کو ان کے مال کم کر کے نہ دیا کرو اور زمین میں فسادی بن کر بدامنی نہ پھیلاؤ آج ہمارا یہ فرض ہے کہ یہ پیغام ہر اس شخص اور قوم کے لیڈر کو پہنچائیں جو تجارتی دھوکہ دہی کے گناہ میں مبتلا ہے۔ دنیا میں جو آفتیں اور تباہیاں آ رہی ہیں وہ برائیوں کی وجہ سے آ رہی ہیں اور ان میں سے ایک برائی یہ ہے۔ ہر احمدی کو اپنے دائرہ میں یہ پیغام پہنچانا چاہئے اور قرآن کریم کے انذار کو سامنے رکھنا چاہئے کہ ماپ تول، لین دین میں ڈنڈی مارنے اور دھوکہ دہی سے خدا نے منع کیا ہے۔

حضور انور نے احادیث نبویہ کی روشنی میں اسوہ نبیؐ سے لین دین اور کاروبار کے ایمان افروز واقعات بیان فرمائے کہ آنحضرت ﷺ معاہدوں کو پورا کرتے۔ جب قرض واپس کرتے تو احسن طور یعنی زیادہ ادا کرتے اور فرماتے کہ بہترین وہ شخص ہے جو بہترین طریق پر قرض واپس کرے۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ نبوت کے زمانہ سے پہلے بھی جب رسول اللہؐ لین دین یا تجارت کرتے تو شرکت کرنے والوں سے کبھی کوئی جھگڑا نہیں کیا۔

حضور انور نے فرمایا کہ کاروبار، لین دین اور قرضوں کی ادائیگی کے بارے میں آنحضرت ﷺ کے اسوہ حسنہ پر عمل کر کے جھگڑوں اور فساد سے بچا جاسکتا ہے اور اس سے معاشرے میں امن اور محبت کی فضا پیدا ہوسکتی ہے۔ جو خیانت کرتا ہے وہ مومن نہیں۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص امانت دار نہیں اس کا کوئی ایمان نہیں اور جو عہد پورا نہیں کرتا وہ بے دین ہے امانت صرف یہی نہیں کہ کسی کی اصل رقم واپس کی جائے بلکہ اگر کسی کے ذمہ کوئی کام ہے اور وہ اس کی ادائیگی میں سستی کرتا ہے اس کا حق ادا نہیں کرتا تو یہ بھی امانت میں خیانت کرنے کی طرح ہے۔ اسی طرح کسی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچانا۔ ملاوٹ کرنا۔ کسی کا حق مارنا یہ سب باتیں ایمان میں کمزوری کی نشانی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ آج اگر احمدیوں نے دنیا سے فساد دور کرنا ہے تو باہمی لین دین اور قرضوں کی ادائیگی خوبصورتی سے ہونی چاہئے۔ دھوکا یا بدنیتی سے بچنا ضروری ہے ہر احمدی کا فرض ہے کہ اللہ کے حضور جھکتے ہوئے اپنی ان کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی احمدی لین دین یا کاروبار میں بددیانتی کرتا ہے تو وہ جماعت کی بدنامی کا موجب بنتا ہے جب کسی احمدی کے بارے میں ایسی خبر ملتی ہے کہ اس نے کسی کے پیسے کھا لئے یا دھوکا دیا تو مجھے سخت تکلیف پہنچتی ہے۔ ہر احمدی کا فرض ہے کہ قرآن کریم، اسوہ نبویؐ اور حضرت مسیح موعود کی توقعات کے مطابق ہمیشہ اپنے آپ کو پاک صاف رکھے۔ لین دین کاروبار اور قرضوں کی واپسی کو بالکل صاف رکھے۔ اس طرح نہ صرف اپنی عاقبت سنوارنے والا ہوگا بلکہ جماعت کی نیک نامی کا باعث بھی بنے گا۔ اللہ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خلیفۂ وقت کی آواز

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نظام وصیت میں شمولیت کے بارہ میں فرمایا:
”میری یہ خواہش ہے کہ 2008ء میں جو خلافت کو قائم ہوئے انشاءاللہ تعالیٰ سو سال ہو جائیں گے تو دنیا کے ہر ملک میں، ہر جماعت میں جو کمانے والے افراد ہیں۔ جو چندہ دہند ہیں ان میں سے کم ازکم پچاس فیصد تو ایسے ہوں۔ جو حضرت اقدس مسیح موعود کے اس عظیم الشان نظام میں شامل ہو چکے ہوں۔

(اختتامی خطاب جلسہ یو۔کے یکم اگست 2004ء)
(مرسلہ: سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ)

یتیم کی کفالت اور ہمارا فرض

ایک یتیم نے ایک شخص پر ایک نخلستان کے متعلق دعویٰ کیا لیکن رسول اللہ ﷺ نے اس کے خلاف فیصلہ کیا تو وہ رو پڑا آپ کو اس پر رحم آ گیا اور مدعا علیہ سے فرمایا کہ اس کو یہ نخلستان دے ڈالو۔ خدا تم کو اس کے بدلے میں جنت میں نخلستان دے گا لیکن اس نے انکار کر دیا حضرت ابوالدحداح بھی موجود تھے انہوں نے اس سے کہا کہ تم میرے باغ کے عوض اپنے باغ کو بیچتے ہو؟ اس نے کہا ہاں! وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ جو نخلستان آپ یتیم کیلئے مانگتے تھے اگر میں دے دوں تو اس کے عوض مجھے جنت میں نخلستان ملے گا؟ ارشاد ہوا ہاں!

(اسوہ صحابہ حصہ اول صفحہ 215)

حضرت امام جماعت ثانی فرماتے ہیں:
”پھر اس لئے بھی وہ (یتیم) محبت اور حسن سلوک کے مستحق ہوتے ہیں کہ وہ اپنے والدین کے سایہ عاطفت سے بچپن میں ہی محروم ہو جاتے ہیں اور اس وجہ سے وہ قوم کی ایک قیمتی امانت ہوتے ہیں۔ اگر ان کی صحیح نگرانی کی جائے ان کی تعلیم وتربیت کا انتظام کیا جائے، ان کو آوارگی سے محفوظ رکھا جائے تو وہ قوم کا ایک مفید وجود بن جاتے ہیں“ (تفسیر کبیر جلد 2 ص 7)

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ پر توکّل کا حق اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب اس پر کامل یقین ہو، اس کی تمام قدرتوں اور اس کی صفات پر مکمل ایمان ہو، اس کے حکموں کی مکمل تعمیل ہو رہی ہو

توکّل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل کے شاندار اور بے نظیر واقعات کا روح پرور تذکرہ

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 8/اپریل 2005ء (8/امان 1384 ہجری شمسی) بمقام بیت الفتوح۔ مورڈن، لندن۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آغاز میں سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر 4 تلاوت کی اور فرمایا اور اللہ ہی پر توکل کر اور اللہ ہی کارساز کے طور پر کافی ہے۔ یہ قرآنی فرمان اصل میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک تسلی کا پیغام تھا کہ اے نبی! صلی اللہ علیہ وسلم تو بھی بے فکر رہ اور اپنے صحابہؓ کو بھی تسلی کروا دے کہ جیسے بھی حالات ہوں۔ ہو سکتا ہے وسیع پیمانے پر تجھے اور تیری جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کی جائے، تمام قبائل جمع ہو کر تجھے اور تیری جماعت کو ختم کرنے کی کوشش کریں لیکن یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ پہلے بھی اللہ تعالیٰ کارساز رہا ہے، تجھے ہر مشکل اور ہر مصیبت سے نکالتا رہا ہے اور آئندہ بھی وہی کارساز ہے۔ جیسے مرضی حالات ہوں، دشمن کے جو بھی منصوبے ہوں، جیسے بھی منصوبے ہوں، دشمن کبھی بھی اسلام کو مٹانے کی کوشش میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ پس آپ اسی پر ہمیشہ کی طرح توکل کرتے رہیں۔ یہ تسلّی خدا تعالیٰ نے اس لئے نہیں دی تھی کہ خدانخواستہ آپؐ خوفزدہ تھے یا توکّل میں کوئی کمی آ گئی تھی۔ بلکہ یہ صحابہ کے حوصلے بڑھانے کے لئے تھا کہ کسی کمزور دل میں بھی کبھی یہ خیال نہ آئے کہ ہم کمزور ہیں اور اتنی طاقتوں کے سامنے ہم کس طرح مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اور پھر یہ بھی کہ دشمن پر بھی اظہار ہو جائے کہ ہم تمہارے سامنے جھکنے والے نہیں، ہم ہمیشہ کی طرح اس خدائے واحد پر ہی توکّل کرتے ہیں اور اس یقین سے پُر ہیں کہ وہ ہمیشہ کی طرح ہمارا مددگار رہو گا، ہماری مدد فرماتا رہے گا۔ اور دشمن ہمیشہ کی طرح ناکام و نامراد ہو گا۔ اس کی یہ خواہش کبھی پوری نہیں ہو گی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام کو کوئی نقصان پہنچا سکے۔

پس جیسا کہ میں نے کہا کہ آپؐ کو تو پہلے سے ہی خدا پر اس قدر یقین تھا اور توکّل تھا کہ جس کی کوئی انتہا نہیں۔ آپؐ نے تو توکّل کے اُس وقت بھی اعلیٰ معیار قائم کئے تھے جب آپؐ کے ساتھی کمزور تھے اور دشمن کے مقابلے کے لئے ہاتھ نہیں اٹھا سکتے تھے۔ آپؐ نے تو اس وقت بھی توکّل کے نمونے دکھائے جب آپؐ اکیلے تھے اور اکیلے ہی دوسرے شہروں میں اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کے لئے چلے جایا کرتے تھے۔ آپؐ کو تو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کی ذات پر پورا بھروسہ تھا اور توکل اور یقین تھا کہ آخر کار جیت میری ہی ہونی ہے۔ اور آپؐ نے تو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق یہی آواز بلند کی (۔) (الرعد: 31). کہ تُو کہہ دے وہ میرا ربّ ہے کوئی معبود اس کے سوا نہیں، اسی پر مَیں توکل کرتا ہوں اور اسی کی طرف میرا عاجزانہ جھکنا ہے۔ پس یہ آپؐ کے توکّل کی قرآنی گواہی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو یہ اعلان کرنے کے لئے کہہ رہا ہے کہ مَیں جو تیرے دل کا بھی حال جانتا ہوں، مَیں یہ کہتا ہوں کہ اعلان کر دے کہ تو نے ہمیشہ مجھ پر توکّل کیا ہے۔ پھر پہلی کتابوں میں بھی آپ کی اعلیٰ صفات کا ذکر ملتا ہے جن میں توکّل کی صفت بھی ہے۔

اس بارے میں ایک روایت میں یوں ذکر آتا ہے۔ حضرت عطا بن یسارؓ سے روایت ہے آپؓ بیان کرتے ہیں کہ میں عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے ملا۔ مَیں نے کہا مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس صفت کے متعلق بتائیں جو تورات میں مذکور ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ اللہ کی قسم! آپؐ کو تورات میں بعض ایسی صفات سے موصوف کیا گیا ہے جن سے قرآن میں بھی آپؐ کو موصوف کیا گیا ہے۔ پھر قرآنی آیت پڑھی کہ (۔) (الاحزاب: 46) کہ اے رسول! یقیناً ہم نے تجھے شاہد اور مبشر اور ڈرانے والا بنا کر اور امیوں کے لئے محافظ بنا کر بھیجا ہے۔ تُو میرا بندہ اور رسول ہے۔ (۔) میں نے تیرا نام متوکل رکھا ہے۔ یہ تورات کی گواہی ہے۔ آپؐ ہمیشہ خدا تعالیٰ پر توکّل کرنے والے ہیں۔ آگے روایت اس طرح چلتی ہے کہ آپؐ نہ تندخو ہیں، نہ سخت (دل) اور نہ گلیوں میں شور و غوغا کرنے والے ہیں اور نہ بدی کا بدی سے جواب دینے والے ہیں۔ بلکہ درگزر کرنے والے اور معاف کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ ہرگز آپؐ کو وفات نہ دے گا جب تک کہ آپؐ کے ذریعہ سے ٹیڑھی قوم کو سیدھا نہ کر دے اور لوگ یہ کہنے لگیں کہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ اور آپؐ کے ذریعہ سے اندھے بینا ہوں اور بہرے سننے لگیں اور دلوں کے پردے اٹھ جائیں۔

(بخاری کتاب البیوع باب کراھیۃ الصخب فی السوق)

پس یہ وہ متوکّل انسان تھا جس کا نام سینکڑوں ہزاروں سال پہلے سے اللہ تعالیٰ نے متوکّل رکھ دیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف خود توکّل کے اعلیٰ نمونے دکھائے بلکہ اپنے ماننے والوں میں، اپنی امت میں بھی یہ وصف پیدا کرنے کی کوشش فرمائی۔ آپؐ کی زندگی میں جو توکّل کی مثالیں ملتی ہیں، ان میں سے چند مثالیں یہاں رکھتا ہوں۔

لیکن پہلے یہ مختصراً بتا دوں کہ توکّل کہتے کسے ہیں؟ کیا ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانے کو؟ کچھ کام نہ کرنے کو؟ اور صرف یہ کہنا کہ ہم بیٹھے ہیں، اللہ تعالیٰ ہماری ضروریات پوری کر دے گا!۔ یہ توکّل نہیں ہے۔ بلکہ تمام وسائل کو بروئے کار لا کر، استعمال کر کے پھر اللہ تعالیٰ پر انحصار کرنا اور اس کے آگے جھکنا، یہ توکل ہے۔

پبلشر آغا سیف اللہ، پرنٹر سلطان احمد ڈوگر مطبع ضیاء الاسلام پریس مقام اشاعت دارالنصر غربی چناب نگر (ربوہ) قیمت -/4 روپے

اس کی تعریف حضرت مسیح موعود نے یوں فرمائی ہے کہ:''توکل یہی ہے کہ اسباب جو اللہ تعالیٰ نے کسی امر کے حاصل کرنے کے واسطے مقرر کئے ہوئے ہیں، ان کو حتی المقدور جمع کرو اور پھر خود دعاؤں میں لگ جاؤ کہ اے خدا! تو ہی اس کا انجام بخیر کر۔ صدہا آفات ہیں اور ہزاروں مصائب ہیں جو اُن اسباب کو بھی برباد و تہ وبالا کر سکتے ہیں، اُن کی دست برد سے بچا کر ہمیں سچی کامیابی اور منزل مقصود پر پہنچا''۔(الحکم جلد 7 مورخہ 24 مارچ 1903ء صفحہ 10)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ جب بھی کوئی مشکل گھڑی آتی جس سے آپؐ کے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوتی تو آپؐ تمام ظاہری کوششیں کرنے کے بعد، تمام ظاہری اسباب استعمال کرنے کے بعد، اللہ تعالیٰ پر معاملہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔

چنانچہ ابن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ گھبراہٹ کے وقت آپؐ فرماتے کہ کوئی معبود نہیں سوائے اللہ کے۔ وہ ربّ ہے۔ بڑے تختِ حکومت کا، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ آسمانوں کا رب ہے، وہ زمینوں کا رب ہے۔ وہ بزرگ تخت کا ربّ ہے۔ یعنی وہی ہر چیز کا مالک ہے، وہی اس کا ربّ ہے، اس لئے اسی پر ہر قسم کا انحصار ہونا چاہئے۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے مواقع پر بھی آپؐ اسی طرح توکل فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح کوئی بات ہی نہیں ہوئی۔ اپنی طرف سے اسباب استعمال کر لئے اس کے بعد ہر چیز خدا پر چھوڑ دی۔

دیکھیں وہ واقعہ جب آپؐ اکیلے ہیں، طائف کے سرداروں کو تبلیغ کے لئے نکلے ہیں جنہوں نے ظلم کی انتہا کی۔ واپس آتے ہیں، بظاہر مکہ میں بھی داخل ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔ ایک خادم ساتھ ہیں، اور خادم پریشان ہے اب کیا ہوگا؟ لیکن آپؐ کو اپنے رب پر پورا توکّل ہے۔ چنانچہ اس کا ذکر کرتے ہوئے وہی خادم حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب مَیں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اب آپؐ مکہ میں کیسے داخل ہوں گے جبکہ وہ آپؐ کو نکال چکے ہیں۔ اِدھر بھی رستہ نہیں ہے، اُدھر بھی رستہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس شان توکّل سے جواب دیا کہ اے زید! تم دیکھو گے کہ اللہ تعالیٰ ضرور کوئی راہ نکال دے گا اور اللہ تعالیٰ اپنے دین کا مددگار رہے۔ وہ اپنے نبی کو غالب کر کے رہے گا۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرداران قریش کو پیغام بھجوائے کہ آپؐ کو اپنی پناہ میں لے کر مکّہ میں داخلے کا انتظام کریں۔ سارے سرداروں نے انکار کیا۔ آخر ایک شریف سردار مطعم بن عدی نے آپؐ کو اپنی پناہ میں مکّہ میں داخل کرنے کا اعلان کیا۔ (ابن سعد) پس رواج کے مطابق آپؐ نے تدبیر تو کی لیکن توکل اپنے خدا پر ہی تھا اور اس تدبیر سے پہلے ہی آپؐ کو یقین تھا کہ میں ضرور داخل ہو جاؤں گا۔

پھر دیکھیں شان توکل اور یقین کہ اللہ تعالیٰ نیک کام میں ضرور مدد کرتا ہے۔ اس لئے ہر نیکی کے کام میں اس پر توکّل کرتے ہوئے اس کو سرانجام دینے کی کوشش کرنی چاہئے کہ مخالف ترین سردار قریش جو تھا اس کے پاس بھی ایک غریب آدمی کا حق دلوانے کے لئے تشریف لے گئے۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر یوں آتا ہے کہ:

ایک دفعہ اراشہ نامی شخص مکّہ میں کچھ اونٹ بیچنے آیا اور ابوجہل نے اس سے کچھ اونٹ خرید لئے۔ مگر اونٹوں پر قبضہ کر لینے کے بعد قیمت ادا کرنے سے انکاری ہو گیا یا ٹال مٹول سے کام لینے لگا۔ اس پر وہ شخص جو مکّہ میں اکیلا تھا، مسافر تھا، کوئی اس کا دوست ساتھی نہیں تھا بے یارو مددگار تھا، بہت پریشان ہوا اور چند دن تک اسی طرح ابوجہل کے پیچھے پھرتا رہا، اس کی منّت سماجت کرتا رہا۔ مگر ہر دفعہ اس کو اسی طرح ٹال مٹول سے جواب ملتا رہا، آخر ایک دن وہ کعبہ میں جہاں قریش سردار بیٹھے ہوئے تھے گیا، اور کہنے لگا کہ اے معززین قریش! آپ میں سے ایک شخص ابوالحکم ہے۔ اس نے میرے اونٹوں کی قیمت دبا رکھی ہے مہربانی کر کے مجھے اس سے دلوا دیں۔ قریش کو شرارت سوجھی، انہوں نے مذاقاً کہا کہ ایک شخص ہے محمد بن عبداللہ نامی وہ تمہیں یہ قیمت دلوا سکتا ہے، تم اس کے پاس جاؤ۔ ان کا تو یہی خیال تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب یہ جائے گا تو آپؐ ہر حال میں انکار کریں گے۔ اور جب آپؐ انکار کریں گے تو ان لوگوں کو ایک تو مذاق اڑانے کا موقع ملے گا، دوسرے باہر سے آنے والے لوگوں کو آپؐ کی حیثیت کا پتہ لگ جائے گا۔ بہرحال جب یہ اراشہ وہاں پہنچا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنا مدعا بیان کیا کہ اس طرح مَیں نے ابوجہل سے رقم لینی ہے۔ قریش نے اس آدمی کے پیچھے بھی اپنا ایک آدمی بھیج دیا کہ دیکھیں اب کیا ہوتا ہے۔ بہرحال اس نے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی کہانی سنائی اور یہ ذکر کیا کہ ابوالحکم نے میری رقم دبا رکھی ہے اور مجھے یہ بھی بتایا گیا ہے کہ آپ ہی ہیں جو میری رقم دلوا سکتے ہیں۔ آپؐ کی بڑی منت کی کہ مجھے یہ رقم دلوا دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوراً اٹھے اور کہا چلو میں تمہارے ساتھ چلتا ہوں۔ ابوجہل کے مکان پر آئے اور دروازے پر دستک دی، اس کو باہر بلوایا۔ وہ باہر آیا تو آپؐ کی شکل دیکھتے ہی ایک دم حیران پریشان ہو گیا۔ آپؐ نے کہا تم نے اس آدمی کی یہ رقم دینی تھی وہ تم ادا کر دو۔ اس نے کہا ٹھہریں مَیں ابھی رقم لے کے آتا ہوں۔ دیکھنے والے کہتے ہیں کہ اس وقت ابوجہل کا رنگ بالکل فق ہو رہا تھا۔ کہا محمد! ٹھہرو مَیں ابھی اس کی رقم لاتا ہوں۔ چنانچہ وہ رقم لے کر آیا اور اسی وقت اس شخص کے حوالے کر دی۔ اور وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کر کے چلا گیا۔ پھر وہ قریش کی مجلس میں دوبارہ گیا اور ان کا بھی شکریہ ادا کیا کہ تم نے مجھے صحیح آدمی کا پتہ بتایا تھا جس کی وجہ سے مجھے رقم مل گئی ہے۔ اس پر وہ جو سارے رؤسا بیٹھے تھے بڑے پریشان ہوئے۔ پھر جب وہ آدمی جس کو پیچھے بھیجا تھا آیا تو اس سے پوچھا کہ کیا ہوا تھا۔ اس نے یہ سارا قصہ سنایا تو یہ سب لوگ بڑے حیران تھے۔ تھوڑی دیر بعد ابوجہل خود بھی وہاں اس مجلس میں آ گیا تو اس کو دیکھتے ہی لوگوں نے پوچھا یہ تم نے کیا کیا کہ فوری طور پر اندر گئے اور ساری رقم واپس کر دی۔ اس قدر تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے ڈر گئے تھے۔ اس نے کہا خدا کی قسم! جب میں نے محمد کو اپنے دروازے پر دیکھا تو مجھے یوں نظر آیا کہ اس کے ساتھ لگا ہوا ایک مست اور غضب ناک اونٹ کھڑا ہے اور میں سمجھتا تھا کہ میں نے اگر ذرا بھی چون و چرا کیا تو وہ اونٹ مجھے چبا جائے گا۔

(بحوالہ سیرت خاتم النبیین صفحہ 162-163۔ السیرۃ النبویۃ لابن ھشام صفحہ 281 زیر اَمر الأراشی الذی باع ابا جھل ابلہ)

تو دیکھیں، جیسا کہ مَیں نے کہا، کفار نے تو اس نیت سے کہا تھا کہ آپؐ انکار کریں اور آپؐ کی سبکی ہو اور باہر کے لوگوں پر آپؐ کا اثر نہ ہو۔ لیکن آپؐ کو اپنے خدا پر کامل توکّل تھا۔ اس لئے فوری طور پر اٹھے اور ساتھ چل دیئے۔ یہ نہ دیکھا کہ وہ کتنا بڑا سردار ہے اور کتنا میرا مخالف ہے۔ پھر کفار کا یہ خیال بھی شاید ہو کہ اگر چلے بھی گئے تو ابوجہل آپؐ سے سختی سے پیش آئے گا اور اس وقت اس شخص کے سامنے آپؐ کی حیثیت ظاہر ہو جائے گی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اس توکّل کے نتیجہ میں کیسا انتظام فرمایا کہ وہ مجبور ہو گیا۔ ایسے حالات پیدا کئے، اس کو ایسا خوفناک قسم کا اونٹ آپؐ کے پیچھے نظر آنے لگا جس کی وجہ سے وہ فوری طور پر گیا اور ساری رقم ادا کر دی۔

پھر ہجرت کے وقت دیکھیں خدائی وعدوں پر یقین اور توکل کی وجہ سے دشمن کے سامنے سے نکل گئے اور کسی قسم کا خوف اور ڈر آپؐ کی طبیعت میں پیدا نہیں ہوا۔ یہ واقعہ اس طرح بیان کیا جاتا ہے کہ قریش کے مختلف قبائل سے تعلق رکھنے والے ان کے بڑے رؤساء آپؐ کے مکان کے اردگرد جمع ہو گئے اور مکان کو گھیرے میں لے لیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اللہ کا نام لے کر اپنے گھر سے نکلے حالانکہ سارے سردار اور قبائل کے لیڈر آپؐ کے دروازے کے سامنے کھڑے تھے لیکن ان کے ذہن میں یہ کبھی خیال بھی نہیں آ سکتا تھا اور کچھ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کی آنکھوں پر پردہ ڈال دیا کہ اس طرح اتنی جرأت سے ہمارے سامنے سے نکل سکتے ہیں۔

بہرحال آپ اپنی جگہ حضرت علیؓ کو اپنے بستر پر لٹا کر وہاں سے نکلے اور پھر توکّل یہ بھی تھا اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین تھا کہ حضرت علیؓ کو فرمایا کہ تم فکر نہ کرو میرے اس بستر میں لیٹ جاؤ۔ لیکن تمہیں یہ ضمانت ہے کہ تمہیں کوئی کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

پھر جب آپؐ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ غار ثور میں پہنچے تو وہاں جا کر بھی توکّل کی کیا اعلیٰ مثال ہمیں نظر آتی ہے کہ جب دشمن کو گھر سے یہ پتہ لگا کہ آپؐ تو جا چکے ہیں۔ اور آپ کے بستر پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ لیٹے ہوئے ہیں تو اس وقت بڑے پریشان ہوئے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر میں بھی گئے وہاں عورتوں سے زیادتیاں بھی کیں، سختیاں بھی کیں۔ پھر یہ لوگ جب آپؐ کی تلاش میں غار کے بالکل قریب پہنچ گئے اور اتنے قریب پہنچ گئے کہ ان کے قدم بھی نظر آنے لگ گئے تھے، ان کی باتیں بھی سنائی دینے لگ گئی تھیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان کی یہ باتیں سن کر پریشان ہو رہے تھے۔ لیکن یہاں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل کی ایک اور شان نظر آتی ہے۔ آپؐ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو فرماتے ہیں کہ پریشان نہ ہو۔ فرمایا (۔) (التوبۃ: 40) کہ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ پھر فرمایا کہ اے ابوبکر! تم ان دو شخصوں کے متعلق کیا گمان کرتے ہو جن کے ساتھ تیسرا خدا ہے۔

ایک دوسری روایت میں یہ بھی آتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ! میں اپنی جان کے لئے نہیں گھبرا رہا اگر میں مارا جاؤں تو میں بس اکیلی جان ہوں لیکن خدانخواستہ اگر آپؐ پر کوئی آنچ آئے تو پھر تو گویا ساری امت کی امت ہی مٹ گئی۔ تو آنحضورﷺ نے اس پر فرمایا کہ گھبراؤ نہیں اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

پھر جب تین دن کے بعد غار سے نکلے اور مدینہ کی طرف سفر شروع ہوا تو اس وقت بھی توکّل کی ایک اور شان نظر آتی ہے۔ حضرت ابوبکرؓ صدیق نے دیکھا کہ ایک شخص گھوڑا دوڑائے ہوئے ان کے پیچھے آ رہا ہے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے پھر گھبرا کر کہا یا رسول اللہ! کوئی ہمارا تعاقب کر رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا کوئی فکر نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ کیسا اللہ پر توکل تھا۔ آپؐ کو یقین تھا، خدا پر توکل تھا کہ ہم اس کی خاطر نکلے ہیں اس کے حکم سے نکلے ہیں وہ خود ہی ہماری حفاظت فرمائے گا۔

چنانچہ سراقہ خود اس واقعہ کو بیان کرتا ہے کہ مَیں ان کے تعاقب میں نکلا اور جب مَیں قریب پہنچ گیا تو گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور میں زمین پہ گر گیا۔ پھر تیر چلا کے فال نکالی تو فال اس کے اس تعاقب کے خلاف نکلی۔ لیکن پھر بھی کیونکہ لالچ تھا، کفار نے اعلان کیا ہوا تھا جو پکڑ کے لائے گا اس کو سواونٹ ملیں گے۔ تو یہ جو سو سو اونٹوں کا لالچ تھا وہ اُس کو اس بات پر مجبور کر رہا تھا کہ وہ فال کو تسلیم نہ کرے اور تعاقب کرے۔ اس نے پھر تعاقب شروع کیا۔ پھر گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور پھر گر گیا۔ یہ کہتا ہے کہ میں اتنی قریب پہنچ گیا تھا کہ آپؐ قرآن کریم پڑھ رہے تھے اور مَیں آپؐ کی تلاوت کی آواز سن رہا تھا۔ اور جب یہ صورتحال تھی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بار بار مڑ کر پیچھے دیکھتے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ بھی مڑ کر پیچھے نہیں دیکھا۔ آپؐ کو تو اپنے خدا پر پورا بھروسہ تھا، پورا یقین تھا، کامل توکل تھا کہ وہ حفاظت فرمائے گا۔ اس لئے محسوس ہی نہ کیا کہ پیچھے مڑ کر دیکھیں۔ بہرحال جب اس نے پھر فال نکالی تو پھر اس کے خلاف آئی۔ پھر اس نے تعاقب کرنا چھوڑ دیا، لیکن آپؐ کو آواز دے کر یہ کہا کہ مَیں اس نیت سے آیا تھا اور مَیں سمجھتا ہوں کہ میرا تعاقب غلط تھا اور مَیں واپس جا رہا ہوں۔ لیکن اس کی یہ درخواست تھی۔ دیکھیں کہاں تو وہ شخص جو پکڑنے آیا تھا اور کہاں یہ معاملہ کہ جب وہ اپنا سارا قصہ سنا کر جانے لگا تو اس نے آپؐ سے ایک تحریر لی کہ جب آپؐ کو سارے عرب پر غلبہ عطا ہوگا تو میرا بھی خیال رکھیں۔ اور پھر وہ اپنی امان کا پروانہ لے کر واپس مڑا کہ میرا خیال رکھا جائے گا۔ اس پر آپؐ نے سراقہ کو یہ خوشخبری بھی دی تھی کہ تیرا کیا حال ہوگا جب کسریٰ کے کنگن تجھے پہنائے جائیں گے۔ سراقہ اس بات پر بڑا حیران ہوا۔ چنانچہ یہ بات بھی حضرت عمرؓ کے زمانے میں پوری ہوئی۔

(ماخوذ از سیرت خاتم النبیین از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب اور سیرت کی دو کتب سیرت الحلبیہ وشرح مواھب اللدنیہ)

پھر دیکھیں کفار نے آپؐ کے مدینہ ہجرت کرنے کے بعد آپؐ پر جنگ ٹھونسی۔ تو آپؐ معمولی تعداد صحابہؓ کے ساتھ جو پوری طرح ہتھیاروں سے بھی لیس نہ تھے اللہ تعالیٰ پر توکّل کرتے ہوئے اپنے سے بڑی اور تعداد کے لحاظ سے بھی اور تجربے کے لحاظ سے بھی اور ہتھیاروں کے لحاظ سے بھی، جو اچھی طرح لیس فوج تھی اس کے مقابلے پہ نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ اس واقعہ کا ذکر یوں آتا ہے کہ جنگ بدر کے روز آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے لشکر کی صف بندی کرنے اور انہیں تفصیلی ہدایت دینے کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں میں لگ گئے اور یہ دعا کی کہ (۔) کہ اے اللہ! یہ مسلمانوں کی جماعت اگر تو نے آج ہلاک کر دی تو پھر زمین میں تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر باب الامداد بالملٰئکۃ فی غزوۃ بدر)

آپؐ ہاتھ پھیلائے مسلسل نہایت درد کے ساتھ یہ دعا کر رہے تھے۔ راوی کہتے ہیں یہاں تک کہ جس شدت سے، تڑپ سے دعا ہو رہی تھی اس سے آپؐ کا جسم ہلتا تھا تو چادر آپؐ کے کندھوں سے گر جاتی تھی۔ حضرت ابوبکرؓ آگے بڑھے، آپؐ کی چادر آپؐ کے کندھے پر ڈالی اور عرض کی کہ اے اللہ کے نبی! بس کریں، آپؐ نے اپنے رب سے بہت دعا کر لی ہے۔ اللہ ضرور آپؐ سے کئے ہوئے وعدے پورے کرے گا۔

یہ دعا، یہ گریہ وزاری، یہ آہ وبکا اس لئے نہیں تھی کہ آپؐ کو کوئی خوف تھا کہ پتہ نہیں خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے یا نہیں کرتا۔ اگر ایسی کیفیت ہوتی تو تھوڑے سے اور معمولی ہتھیاروں کے ساتھ صحابہؓ کو لے کر جنگ کے لئے باہر نہ نکلتے۔ یہ دعا جو تھی یہ بھی اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے کے لئے تھی اور یہ ضروری چیز ہے۔ اس لئے صف بندی کرنے کے بعد ان سب کو سمجھا کر کہ جنگ کے طریقے کیا ہوں، کس طرح جنگ کی جائے گی، کہاں کہاں کس نے کھڑے ہونا ہے۔ پھر آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور دعا مانگتے ہیں کہ جو ظاہری سامان اور تدبیر تھی، جو اسباب ہمیں میسر تھے وہ تو ہم نے کر دیئے ہیں اور یہ سب کچھ تجھ پر توکّل کرتے ہوئے کیا ہے۔ اس لئے اے خدا! اب اپنے وعدے کو بھی پورا کرنا۔ آج ان صحابہؓ کے ایمانوں میں اضافے اور اپنے توکّل میں زیادتی کے لئے اپنی مدد کے ایسے نظارے دکھا جو ان کو ہمیشہ یاد رہیں۔ جو بعد میں آنے والوں کو بھی یاد رہیں۔ جہاں تک آپؐ کے اپنے ذاتی یقین کا تعلق تھا وہ تو اس قدر تھا کہ آپؐ نے جنگ سے پہلے ہی یہ بتا دیا تھا کہ دشمن کا فلاں شخص کہاں گرے گا اور فلاں شخص کس طرح مرے گا۔

چنانچہ ایک روایت میں آتا ہے کہ جنگ بدر کے دن جنگ سے قبل آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کی بعض جگہوں پر اپنے ہاتھ سے نشان لگائے اور فرمایا یہاں فلاں آدمی ہلاک ہوگا اور اس کے گرنے کی جگہ یہ ہے اور یہ فلاں دشمن کے ہلاک ہونے اور گرنے کی جگہ ہے۔ اور حضرت سعد بن عبادہؓ کہتے ہیں کہ جہاں جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نشان لگایا تھا اس سے ذرا بھی فرق نہ ہوا اور ہر ایک کافر اسی جگہ ہلاک ہو کر گرا۔

(مسلم کتاب الجہاد والسیر باب غزوہ بدر)

پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین اور توکّل کی ایک اور مثال۔ حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنگی مہم پر گئے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہؓ کے ساتھ واپس آ رہے تھے تو دوپہر کا وقت ہوا اور قافلہ ایک وادی میں پہنچا جہاں بہت سے درختوں کے جھنڈ تھے۔ تو آپؐ نے بھی وہاں پڑاؤ ڈالا۔ اور مختلف لوگ مختلف جگہوں پر بکھر

گئے۔ سائے میں بیٹھ گئے یا لیٹ گئے آرام کرنے لگے۔ آپؐ نے بھی ایک درخت کے نیچے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت پہ لٹکا دی۔ (یہ عام واقعہ ہے اکثر نے سنا ہوگا) تھوڑی دیر بعد آپؐ کو کسی دیہاتی نے جگایا۔ ایک دیہاتی آپؐ کے پاس کھڑا تھا اور اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ آپؐ نے صحابہؓ کو آواز دے کر یہ سارا واقعہ سنایا کہ دیکھو میں سویا ہوا تھا یہ دیہاتی آیا اور اس نے مجھے جگا کر کہا کہ بتاؤ مجھ سے تمہیں کون بچائے گا۔ تو میں نے تین بار کہا اللہ، اللہ، اللہ۔ اس پر تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی اور وہ کچھ بھی نہ کرسکا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جب تلوار گر گئی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ تلوار اٹھالی اور فرمایا کہ اب تمہیں کون بچا سکتا ہے۔ اس پر وہ بہت گھبرایا اور معافیاں مانگنے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور مَیں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے جواب دیا میں یہ نہیں مانتا لیکن میں آپؐ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ آئندہ آپؐ سے کبھی نہیں لڑوں گا اور نہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہوں گا جو آپؐ سے لڑتے ہیں۔ خیر آپؐ نے اس کو معاف کردیا۔ اور جب وہ اپنے لوگوں میں واپس گیا تو اس نے جا کے اعلان کیا کہ میں ایک ایسے شخص کے پاس سے آیا ہوں جو دنیا میں سب سے بہتر ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوۃ ذات الرقاع)

اب دیکھیں یہاں بھی جو شخص قتل کی نیت سے آیا تھا۔ ہاتھ جوڑ کر اپنی آزادی کی بھیک مانگ رہا ہے، اپنی جان بخشی کی بھیک مانگ رہا ہے۔

پھر جنگ احزاب ہے جس میں مسلمانوں پر انتہائی تنگی کے دن تھے۔ مدینہ میں رہ کر ہی دشمن کا مقابلہ کرنے کا فیصلہ ہوا تھا اور یہ کسی خوف یا اللہ تعالیٰ پر توکّل کی کمی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ جنگی حکمت عملی کے تحت تھا۔ اور مدینہ کے اردگرد ایک خندق کھودی گئی تھی کہ دشمن کے فوری طور پر یکدم حملہ کرنے سے اس خندق کی وجہ سے محفوظ رہا جا سکے۔ مسلمانوں کی ایسی حالت تھی، اکثر ان میں سے غریب تھے، اکثر روز کی روٹی کمایا کرتے تھے تو باوجود اس تنگی کے سب نے اکٹھے ہو کر اس خندق کی کھدائی میں حصہ لیا تا کہ ان حملوں سے محفوظ رہا جا سکے۔ اور تمام عرب کے بہت سارے قبائل اکٹھے ہو کر حملہ آور ہوئے تھے۔ مختلف روایتوں میں ان کی تعداد مختلف بتائی جاتی ہے۔ بہرحال کم سے کم تعداد بھی 10 ہزار بتائی جاتی ہے۔ کہیں 15 ہزار ہے، کہیں 24 ہزار ہے۔ ویسے تو 10 ہزار کی تعداد بھی مدینہ کی آبادی کے لحاظ سے، اس چھوٹے سے شہر کے لحاظ سے بہت بڑی تعداد ہے۔ بہرحال مسلمان اپنی تنگی کے حالات اور غربت کے حالات کے باوجود اس مقابلے کے لئے اور تھوڑی تعداد میں ہونے کے باوجود اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ اور یہ حکمت عملی تھی کہ تھوڑی تعداد ہے اس لئے شہر کے اندر رہ کر مقابلہ کیا جائے۔ اور یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے پہلے آگاہ بھی کیا ہوا تھا۔ مسلمانوں کے ایمان میں مضبوطی بھی آچکی تھی کثرت کو دیکھ کر مسلمان پریشان نہیں ہوئے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکل نے تو مسلمانوں کو اس وقت توکل میں اور بھی بڑھا دیا تھا۔ اور مخالفین اور منافقین کی باتیں سننے کے باوجود ان کے حوصلے پست نہیں ہوئے تھے۔

پھر دیکھیں ثابت قدمی اور توکل کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے بھی کیسا انتظام کیا کہ آندھی اور طوفان نے کفار کو خوفزدہ کردیا اور وہ بھاگ گئے اور بھاگے بھی ایسی افراتفری میں کہ بہت سارا اپنا سامان خوراک اور دوسرا سامان چھوڑ کر چلے گئے جو مسلمانوں کے کام آیا۔ تو یہ تھا اللہ تعالیٰ پر توکّل کا نتیجہ۔

انہیں دنوں میں جب اس جنگ کی تیاری ہو رہی تھی، خندق کھودی جا رہی تھی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے توکّل اور معجزے کی ایک اور مثال اس روایت میں ملتی ہے۔

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ جب ہم خندق کھود رہے تھے تو ایک سخت چٹان آئی اور ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ! یہ چٹان آگئی ہے۔ آپؐ نے فرمایا مَیں آتا ہوں۔ اور پھر آپؐ اٹھے اور اس حال میں کہ آپؐ کے پیٹ پر پتھر بندھے ہوئے تھے کیونکہ ہم نے تین دنوں سے کچھ بھی نہ کھایا تھا، رسول کریمؐ نے کدال پکڑی اور چٹان پر ضرب لگائی تو چٹان ریزہ ریزہ ہوگئی۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیں کہ مَیں گھر سے ہو آؤں۔ چنانچہ آپؐ نے اجازت دی۔ حضرت جابرؓ اپنے گھر آئے، اپنی بیوی سے کہا کہ مَیں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی حالت دیکھی ہے کہ جس پر میں صبر نہیں کرسکتا۔ کیا تیرے پاس کھانے کے لئے کچھ ہے؟۔ تو اس نے کہا میرے پاس کچھ جو اور ایک بکری کا بچہ ہے۔ میں نے بکری کے بچے کو ذبح کیا اور میری بیوی نے جَو پیسے یہاں تک کہ ہم نے گوشت ہنڈیا میں ڈال دیا۔ اور میں رسول کریم ﷺ کے پاس اس حالت میں پہنچا کہ ہنڈیا پکنے کو تیار تھی۔ مَیں نے عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ہاں کچھ کھانا تیار ہے بس آپ تشریف لے آئیں اور ایک دو اور آدمی ہمراہ لے آئیں۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کھانا کتنا ہے؟ مَیں نے صورت حال بیان کردی تو آپؐ نے فرمایا کہ بہت ہے اور عمدہ ہے، کَثِیْرٌ طَیِّبٌ۔ جاؤ اور اپنی بیوی سے کہہ دو کہ اس وقت تک ہنڈیا نہ اتارے اور تنور میں روٹی نہ لگائے جب تک مَیں نہ آجاؤں۔ پھر آپؐ نے اعلان کردیا کہ سب چلو۔ تمام مہاجرین اور انصار چل پڑے۔ وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچے اور کہا تیرا بھلا ہو حضورؐ تو سب صحابہؓ کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ اس نے کہا حضورؐ نے تم سے صورت حال پوچھی تھی؟ انہوں نے کہا ہاں پوچھی تھی اور مَیں نے سب حالات بتا دیئے تھے۔ بہرحال حضورؐ تشریف لائے اور آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا سب گھر میں آجاؤ لیکن شور شرابہ نہیں کرنا۔ چنانچہ آپؐ روٹی اور سالن ڈال کر باری باری صحابہ کو دیتے جاتے۔ جبکہ آپؐ نے ہنڈیا اور آٹے کو ڈھانپ کے رکھا۔ اس کا ڈھکنا اٹھایا نہیں۔ اسی طرح آپؐ روٹی تقسیم فرماتے یہاں تک کہ سب نے پیٹ بھر کے کھانا کھایا اور پھر بھی کھانا باقی بچ گیا اور آپؐ نے کہا خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی بھجواؤ۔ کیونکہ کافی عرصے سے لوگوں کو بھوک برداشت کرنی پڑ رہی ہے۔

(بخاری کتاب المغازی باب غزوہ الخندق)

پس یہ آپؐ کا اللہ تعالیٰ پر کامل توکّل ہی تھا جس کی وجہ سے یہ یقین تھا کہ آپؐ کی دعا کی برکت سے اعجاز دکھایا جائے گا۔ تھوڑے سے اسباب مہیا ہونے کی دیر تھی کہ سارے شہر نے ایک بکری کے بچے اور چند کلو آٹے سے پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا۔ جب آپؐ کے پاس کچھ اسباب ہو جاتے تھے تو آپؐ ان کو استعمال کرتے تھے لیکن توکّل ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر رکھتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کیا کرتے تھے۔ آپؐ کی دعاؤں کی چند مثالیں میں یہاں پیش کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو یہ دعا کرتے کہ اے اللہ! یہ میری دعا ہے اور تو اسے قبول کرنے والا ہے اور اے اللہ! میری یہ کوشش ہے اور توکل تجھ پر ہی ہے۔ (ترمذی کتاب الدعوات باب منه دعا ...... اللهم انى اسئلك رحمة من عندك) جو بھی ان کے بعد دعائیں مانگتے ان کی قبولیت کے لئے دعا بھی کرتے اور پھر توکل کا اظہار بھی کرتے۔

پھر حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا مانگا کرتے تھے کہ اے اللہ! میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں، تجھ پر توکل کرتا ہوں، تیری طرف جھکتا ہوں، تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ! میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔ تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ تو مجھے گمراہی سے بچا۔ تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں۔ جنّ وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔

(مسلم کتاب الذکر باب التعوذ من سوء القضاء ودرک الشقاء وغیرہ)

پھر ایک دعا کا اس طرح ذکر آتا ہے کہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ جب آپؐ رکوع میں جاتے تو یہ دعا کرتے تھے کہ (۔) کہ اے اللہ مَیں نے تیرے لئے رکوع کیا میں تجھ پر ایمان لایا، تیرے لئے مسلمان ہوا، اور تجھ پر توکل کیا۔ تو ہی میرا رب ہے۔ میری سماعت اور بصارت، خون اور گوشت اور ہڈیاں اور اعصاب اللہ تعالیٰ کے لئے ہی ہیں۔ جو تمام جہانوں کا رب ہے۔

(النسائی کتاب التطبیق باب نوع آخر)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب گھر سے نکلتے تو یہ دعا پڑھا کرتے تھے کہ (۔) یعنی اللہ کے نام کے ساتھ، اللہ تعالیٰ ہی پہ توکل کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں گمراہ ہونے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اسی طرح گمراہ کئے جانے سے بھی۔ پھسلنے اور پھسلائے جانے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ مَیں کسی پر ظلم کروں یا کوئی مجھ پر ظلم کرے۔ اور اس بات سے بھی کہ مَیں کسی سے جہالت سے پیش آؤں اور اُس پر زیادتی کروں یا کوئی مجھ سے جہالت سے پیش آئے۔ (ترمذی ابواب الدعوات باب منه دعاء: بسم الله توكلت على الله ......) یعنی اللہ ہی پر توکل کرتے ہوئے اللہ سے یہ دعا مانگتے تھے کہ اے اللہ! تجھ پر توکل کرتا ہوں اس لئے مجھے ان سب برائیوں سے بچا کے رکھنا۔

پھر حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کے وقت نماز کے لئے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے کہ: "اے اللہ! تیرے لئے ہر قسم کی تعریف ہے۔ تو زمین و آسمان کا نور ہے۔ اور تیرے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور تو زمین و آسمان کو قائم کرنے والا ہے۔ تیرے لئے ہر قسم کی تعریف ہے تو زمین و آسمان کا ربّ ہے اور اس کا بھی جو ان کے درمیان ہے۔ تُو حق ہے اور تیرا وعدہ بھی سچ ہے، حق ہے۔ اور تیری لقا بھی حق ہے اور جنت بھی حق ہے اور آگ بھی حق ہے اور قیامت بھی حق ہے۔ پھر فرماتے کہ اللہ! مَیں نے تیری فرمانبرداری اختیار کی اور تجھ پر ایمان لایا اور تجھ پر توکل کیا اور تیری طرف ہی جھکا اور تیری خاطر ہی جھگڑا کیا اور تجھے ہی حکم بنایا۔ پس تو مجھے معاف فرما دے ہر وہ خطا جو مجھ سے سرزد ہوئی اور جو آئندہ ہو گی اور ہر وہ خطا جو پوشیدہ طور پر یا اعلانیہ طور پر کروں، بخش دے وہ گناہ جو مَیں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے اور جو مَیں نے نہ چھپائے اور جو مَیں نے ظاہر نہ کئے اور تو ہی میرا معبود ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

(ترمذی ابواب الدعوات باب ما جاء ما یقول اِذَا قام من اللیل)

گویا آپؐ کی ہر دعا میں اس بات کا ضرور اظہار ہوتا تھا کہ میری ہر حرکت اور ہر سکون ہر کام تجھ پر توکّل کرتے ہوئے ہی ہے۔ اور تیری ذات پر یقین اور توکّل کے بغیر میری کوئی زندگی نہیں ہے۔ اور سب کچھ جو میری بہتری اور بھلائی میں ہے تجھ پر توکّل کرتے ہوئے تجھ سے ہی مانگتا ہوں۔

پھر دیکھیں اپنی آخری بیماری میں بھی کس طرح توکّل کا اظہار کیا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس آپؐ نے سات یا آٹھ دینار رکھوائے۔ آخری بیماری میں فرمایا اے عائشہ! وہ سونا جو تمہارے پاس تھا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ میرے پاس ہے۔ آپؐ نے فرمایا وہ صدقہ کر دو۔ پھر حضرت عائشہؓ کسی کام میں مصروف ہو گئیں۔ پھر ہوش آئی تو پوچھا کہ کیا صدقہ کر دیا ہے؟ انہوں نے کہا ابھی نہیں کیا۔ پھر آپؐ نے ان کو بھیجا کہ لے کے آؤ۔ آپؐ نے وہ دینار منگوائے، ہاتھ پر رکھ کر گنے اور فرمایا کہ محمدؐ کا اپنے رب پر کیا توکّل ہوا، اگر خدا سے ملاقات اور دنیا سے رخصت ہوتے وقت یہ دینار اس کے پاس ہوں۔ پھر حضورؐ نے وہ دینار صدقہ کر دیئے اور اسی روز آپؐ کی وفات ہو گئی۔

(صحیح ابن حبان باب ذکر من یستحب للمرءِ اَن یکون ......)

تو آپ کو یہ فکر نہیں تھی کہ میرے بعد میرے بیوی بچوں کا کیا ہو گا۔ بچے تھے، نواسے تھے، ان کے لئے کچھ چھوڑ جاؤں۔ اللہ تعالیٰ پر یہ توکّل تھا کہ وہ میرے بعد میری وجہ سے ان کا بھی کفیل ہو گا، ان کی ضروریات پوری کرتا رہے گا۔ اس لئے یہی حکم دیا کہ گھر میں جو کچھ ہے فوری طور پر صدقہ کر دو۔

پھر امت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ حضرت عمرؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا "اگر تم اللہ پر توکّل کرو جس طرح کہ اس پر توکّل کرنے کا حق ہے تو وہ ضرور تمہیں اسی طرح رزق دے گا جس طرح کہ پرندوں کو دیتا ہے۔ جو صبح خالی پیٹ نکلتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر لوٹتے ہیں۔

(ابن ماجہ ابواب الزھد باب التوکل والیقین)

تو یہاں آپ نے توکّل کرنے کے حق کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کا حق اس وقت ادا ہو سکتا ہے جب اس پر کامل یقین ہو۔ اس کی تمام قدرتوں اور اس کی صفات پر مکمل ایمان ہو۔ اس کے حکموں کی مکمل تعمیل ہو رہی ہو۔ تو جب تقویٰ کی ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق اپنے بندوں کا کفیل ہو جاتا ہے، ان کی ضروریات پوری کرتا ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ آپؐ نے امت کو یہ خوشخبری دی۔ حضرت حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سعید بن جبیرؓ کے پاس تھا انہوں نے کہا کہ مجھے ابن عباس نے بتایا کہ آنحضورؐ نے فرمایا میرے سامنے امتیں لائی گئیں۔ ان کے ساتھ ان کا نبی بھی تھا۔ ہر نبی کے ساتھ ایک گروہ تھا۔ ایک نبی کے ساتھ دس لوگ تھے، ایک نبی کے ساتھ پانچ تھے، ایک نبی کے ساتھ ایک تھا۔ پھر میں نے ایک بہت بڑا گروہ دیکھا۔ میں نے پوچھا اے جبریل! کیا یہ میری امت ہے۔ انہوں نے کہا نہیں لیکن افق کی طرف دیکھیں۔ مَیں نے دیکھا تو ایک بہت بڑا گروہ تھا جبریل نے کہا یہ ستّر ہزار ہیں جو تیری امت کے ہراول دستے کے طور پر ہوں گے اور ان سے حساب نہ لیا جائے گا، نہ انہیں عذاب دیا جائے گا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں حضرت جبریل نے کہا کہ وہ تعویذ گنڈے نہیں کرتے تھے اور نہ وہ دَم دُرود کرتے تھے۔ اور نہ وہ بدشگون لیتے تھے اور اپنے رب پر توکّل کرتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو بے حساب جانے والے ہیں۔ اس پر مجلس میں بیٹھے ہوئے عکاشہ بن محصن کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عرض کی حضور! آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں بنا دے۔ تو آپؐ نے فرمایا: اے عکاشہ! تُو بھی ان میں شامل ہے۔

(بخاری کتاب الرقاق باب یدخل الجنۃ سبعون اَلفًا بغیر حساب)

.... غیروں کی دیکھا دیکھی بعض احمدیوں میں بھی تعویذ گنڈوں پر اعتقاد پیدا ہو گیا ہے جو بالکل غلط چیز ہے۔ انڈیا پاکستان وغیرہ سے بھی اور بعض افریقن ممالک سے بھی بعض ایسے خط آتے ہیں جن سے ایسے لوگوں کی حالت کا پتہ لگتا ہے کہ ان کا بہت زیادہ اوٹ پٹانگ چیزوں پر اعتقاد بڑھ رہا ہے۔ پس اس روایت کی روشنی میں یہ دیکھیں اس سے ہمیشہ بچنا چاہئے۔ کیونکہ وہی لوگ جو اللہ پر توکل کرتے ہیں اور ان برائیوں سے بچنے والے ہیں، ٹونے ٹوٹکوں سے بچنے والے ہیں۔ تعویذ گنڈوں سے بچنے والے ہیں، وہی ہیں جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہیں۔ اس لئے ہمیشہ اللہ تعالیٰ پر توکل رکھنا چاہئے اور اسی کی پناہ میں رہنا چاہئے۔ بلکہ آپؐ نے تو ایک جگہ یہ بھی فرمایا ہے کہ بدشگونی شرک ہے۔ تو آپؐ نے تین مرتبہ یہ بات دوہرائی اور فرمایا کہ توکّل کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اسے دور فرما دیتا ہے۔ یعنی اگر توکّل کامل ہے تو پھر اگر دل میں کوئی خیال بھی پیدا ہو گا تو شاید اس توکّل کی وجہ سے دور ہو جائے۔ اس لئے یہ جو بدشگونی اور اس قسم کی چیزیں ہیں ان چیزوں سے بچنا چاہئے کیونکہ یہ شرک کے برابر ہیں۔ کتنا بڑا انذار ہے۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت عمرو بن عاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابن آدم کے دل کی ہر وادی میں ایک گھاٹی ہوتی ہے۔ اور جس کا دل ان سب گھاٹیوں کے پیچھے لگا رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی پرواہ نہیں کرتا کہ کون سی وادی اس کی ہلاکت کا سبب بنتی ہے۔ اور جو اللہ پر توکّل کرتا ہے تو اللہ اسے ان سب گھاٹیوں سے بچا لیتا ہے۔

(ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوکل)

یعنی دنیا کی ہوا و ہوس، خواہشات اور لالچ کی وادیاں ہیں جن سے دل بھرا ہوا ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جہاں غیر اللہ نے ڈیرے ڈالے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پر توکّل کرنے کی بجائے دنیا کا خوف اور اس پر انحصار زیادہ ہوتا ہے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ایسے لوگوں کی کچھ بھی پرواہ نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ ہر موقعہ پر دل میں خیال آنے پر ایسے مواقع پیدا کر دیتا ہے کہ اس کا بندہ بچ جائے جس کو اللہ تعالیٰ پر کامل توکل ہے۔

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’واقعات حضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرنے سے یہ بات نہایت واضح اور نمایاں اور روشن ہے کہ آنحضرتؐ اعلیٰ درجہ کے یک رنگ، اور صاف باطن اور خدا کے لئے جان باز اور خلقت کے بیم وامید سے بالکل منہ پھیرنے والے اور محض خدا پر توکل کرنے والے تھے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے کوئی امید نہیں رکھتے تھے۔ بلکہ خدا تعالیٰ پر مکمل توکل تھا) ’’کہ جنہوں نے خدا کی خواہش اور مرضی میں محو اور فنا ہو کر اس بات کی کچھ بھی پروا نہ کی کہ توحید کی منادی کرنے سے کیا کیا بلا میرے سر پر آوے گی۔ اور مشرکوں کے ہاتھ سے کیا کچھ دکھ اور درد اٹھانا ہوگا۔ بلکہ تمام شدتوں اور سختیوں اور مشکلوں کو اپنے نفس پر گوارا کر کے اپنے مولیٰ کا حکم بجالائے۔ اور جو جو شرط مجاہدہ اور وعظ اور نصیحت کی ہوتی ہے وہ سب پوری کی اور کسی ڈرانے والے کو کچھ حقیقت نہ سمجھا۔ ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ تمام نبیوں کے واقعات میں ایسے مواضعات، خطرات اور پھر کوئی ایسا خدا پر توکل کر کے کھلا کھلا شرک اور مخلوق پرستی سے منع کرنے والا، اور اس قدر دشمن اور پھر کوئی ایسا ثابت قدم اور استقلال کرنے والا ایک بھی ثابت نہیں‘‘۔ (براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اول صفحہ 111)

یعنی یہ چیلنج ہے کہ ایسے حالات پیدا ہوئے۔ جہاں آپؐ کو سب سے زیادہ خطرہ تھا، بے تحاشا دشمنی تھی۔ اس کے باوجود آپ انتہائی ثابت قدمی سے اور مستقل مزاجی سے اپنے کام کو کرتے رہے اسی توکّل کی وجہ سے جو آپؐ کو خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔

پھر آپ فرماتے ہیں:

’’تبتّل کا عملی نمونہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ نہ آپؐ کو کسی کی مدح کی پروا، نہ ذم کی‘‘۔ (نہ کسی کی تعریف کی پرواہ تھی اور نہ یہ پرواہ کہ کوئی برا کہتا ہے یا نہیں کہتا)۔ ’’کیا کیا آپؐ کو تکالیف پیش آئیں مگر کچھ بھی پروا نہیں کی۔ کوئی لالچ اور طمع آپؐ کو اس کام سے روک نہ سکا جو آپؐ خدا کی طرف سے کرنے کے لئے آئے تھے۔ جب تک انسان اس حالت کو اپنے اندر مشاہدہ نہ کر لے اور امتحان میں پاس نہ ہولے کبھی بھی بے فکر نہ ہو۔ پھر یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جو شخص متبتّل ہوگا متوکّل بھی وہی ہوگا۔‘‘ (یعنی جو خدا کی طرف لَو لگانے والا ہوگا اور دنیا کو کچھ نہیں سمجھتا وہی اللہ تعالیٰ پر توکل کرنے والا بھی ہوگا۔) ’’گویا متوکل ہونے کے واسطے متبتّل ہونا شرط ہے۔ کیونکہ جب تک اوروں کے ساتھ تعلقات ایسے ہیں کہ ان پر بھروسہ اور تکیہ کرتا ہے اس وقت تک خالصتاً اللہ پر توکل کب ہوسکتا ہے۔ جب خدا کی طرف انقطاع کرتا ہے تو وہ دنیا کی طرف سے توڑتا ہے اور خدا میں پیوند کرتا ہے‘‘۔ (جب اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑو گے تو دنیا سے تعلق توڑو گے)۔ ’’اور یہ تب ہوتا ہے جبکہ کامل توکّل ہو۔ جیسے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کامل متبتّل تھے ویسے ہی کامل متوکّل بھی تھے۔ اور یہی وجہ ہے کہ اتنے وجاہت والے اور قوم وقبائل والے سرداروں کی ذرا بھی پروا نہیں کی اور ان کی مخالفت سے کچھ بھی متاثر نہ ہوئے۔ آپؐ میں ایک فوق العادت یقین خدا تعالیٰ کی ذات پر تھا۔ اسی لئے اس قدر عظیم الشان بوجھ کو آپؐ نے اٹھالیا اور ساری دنیا کی مخالفت کی اور ان کی کچھ بھی ہستی نہ سمجھی۔ یہ بڑا نمونہ ہے توکل کا جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس لئے کہ اس میں خدا کو پسند کر کے دنیا کو مخالف بنالیا جاتا ہے۔ مگر یہ حالت پیدا نہیں ہوتی جب تک گویا خدا کو نہ دیکھ لے، جب تک یہ امید نہ ہو کہ اس کے بعد دوسرا دروازہ ضرور کھلنے والا ہے۔ جب یہ امید اور یقین ہو جاتا ہے تو وہ عزیزوں کو خدا کی راہ میں دشمن بنالیتا ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ خدا اور دوست بنادے گا۔ جائیداد کھو دیتا ہے کہ اس سے بہتر ملنے کا یقین ہوتا ہے‘‘۔ (اللہ تعالیٰ کی خاطر اگر جائیداد جاتی ہے تو اس سے بہتر ملنے کی امید ہوتی ہے)۔ ’’خلاصہ کلام یہ ہے کہ خدا ہی کی رضا کو مقدم کرنا تو تبتّل ہے اور پھر تبتّل اور توکل توام ہیں۔ یعنی تبتّل کا راز توکّل ہے اور توکّل کی شرط تبتّل۔ یہی ہمارا مذہب اس امر میں ہے‘‘۔

(الحکم جلد 5 نمبر 37 صفحہ 1 تا 3 پرچہ 10/ اکتوبر 1901ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے آگے جھکنے والے اور اسی پر توکل کرنے والے بنیں۔

اطلاعات واعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

ولادت

مکرم لقمان احمد شاد صاحب مدرسۃ الظفر وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے خاکسار کو 3/ نومبر 2005ء کو بچی سے نوازا ہے جس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت مدیحہ شاہ عطا فرمایا ہے۔ بچی وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور مکرم عبدالعزیز صاحب امریکہ کی پوتی جبکہ مکرم مستری نذیر احمد صاحب ولد مکرم مستری عبدالغفور صاحب درویش قادیان کی نواسی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بچی کو صحت وتندرستی والی لمبی عمر عطا فرمائے اور اسے دین کی خادمہ بنائے۔ نیز خدا تعالیٰ میری اہلیہ کو آپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے بچائے۔

اعلان دارالقضاء

(محترم بشیر احمد صاحب بابت ترکہ محترم سر بلند خاں صاحب)

مکرم بشیر احمد صاحب نے درخواست دی ہے کہ میرے والد مکرم سر بلند خاں صاحب بقضائے الٰہی وفات پاگئے ہیں قطعہ نمبر 4/36 محلّہ دارالعلوم شرقی نور برقبہ 10 مرلہ میں سے 5 مرلہ ان کے نام بطور مقاطعہ گیر کے منتقل کردہ ہے یہ قطعہ پانچ مرلہ میرے نام منتقل کردیا جائے دیگر ورثاء کو اس پر کوئی اعتراض نہیں جملہ ورثاء کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ۔ بیوہ
2۔ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ۔ دختر
3۔ محترمہ بشریٰ بیگم صاحبہ۔ دختر
4۔ محترمہ عزیزہ بیگم صاحبہ۔ دختر
5۔ محترم بشیر احمد صاحب۔ پسر

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تیس یوم کے اندر اندر دفتر قضاء کو مطلع کرے۔ (ناظم دارالقضاء)

نکاح

مکرم رشید احمد بھٹی صاحب سیکرٹری تحریک جدید ناصر آباد شرقی ربوہ تحریر کرتے ہیں کہ میرے بیٹے مکرم عبداللہ بھٹی صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ رابعہ شوکت صاحبہ بنت مکرم شوکت کریم اعوان صاحب آف اسلام آباد کے ہمراہ بعوض پانچ لاکھ روپے حق مہر پر مکرم حنیف احمد محمود صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد مرکزیہ نے بیت الذکر اسلام آباد میں 19/ اگست 2005ء کو پڑھایا۔ مکرم عبداللہ صاحب مکرم چوہدری نور ماہی بھٹی صاحب مرحوم کے پوتے ہیں جبکہ مکرمہ رابعہ شوکت صاحبہ مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب مرحوم ساکن دارالبرکات ربوہ کی پوتی ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ دونوں خاندانوں کے لئے ہر جہت سے بابرکت فرمائے۔ آمین

سانحہ ارتحال

مکرم شریف احمد دھیڑوی صاحب انسپکٹر مال وقف جدید تحریر کرتے ہیں کہ خاکسار کے نسبتی بھائی مکرم عبدالحمید صاحب مرحوم آف کرونڈی ضلع خیر پور کی اہلیہ مکرمہ بشریٰ بیگم صاحبہ مورخہ 22/ اکتوبر 2005ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں قریباً 68 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ مرحومہ کافی عرصہ سے شوگر وغیرہ کی وجہ سے بیمار چلی آرہی تھیں۔ بڑی ہمت اور صبر سے بیماری کا مقابلہ کیا خاوند کی وفات کے بعد بچوں کی پرورش اور دیکھ بھال بھی کمال حوصلہ سے کی۔ مرحومہ کے ایک داماد مکرم وارث احمد صاحب آف نو کوٹ سندھ کافی عرصہ اسیر راہ مولا رہے۔ اس وقت وہ بچوں سمیت آسٹریلیا میں ہیں اسی طرح ایک لڑکا مکرم ظفر اقبال صاحب حیدرآباد ضلع کا ناظم اطفال ہے۔ اور مکرم مولوی عبدالحق صاحب نور شہید سابق صدر کرونڈی مرحومہ کے سگے ماموں تھے۔ مرحومہ کافی خوبیوں کی مالک تھیں سلسلہ کے ساتھ اخلاص اور محبت تھی۔ اپنے پیچھے 6 بیٹے اور 3 بیٹیاں اور 23 پوتے پوتیاں نواسے نواسیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب جماعت دعا کریں اللہ تعالیٰ مرحومہ کو جنت میں اعلیٰ جگہ دے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے۔ آمین

درخواست دعا

مکرم ریاض محمود باجوہ صاحب تحریر کرتے ہیں خاکسار کے بڑے بھائی مکرم ناصر احمد باجوہ صاحب چونڈہ ضلع سیالکوٹ ان دنوں شدید بیمار ہیں اور شیخ زید ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو شفاء کاملہ وعاجلہ اور صحت وسلامتی والی لمبی زندگی سے نوازے آمین۔

مکرم شیخ لیاقت حسین صاحب سیکرٹری مال سول لائن لاہور کی دو انگلیوں پر فریکچر ہوگیا ہے احباب جماعت سے جلد شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ملکی اخبارات سے

خبریں

ڈونرز کانفرنس کے بہتر نتائج ۔وزیراعظم

شوکت عزیز نے کہا ہے کہ 19 نومبر کو اسلام آباد میں ہونے والی ڈونرز کانفرنس کے نتائج توقع سے بہتر نکلے ہیں۔ پاکستان کی طرف سے 5/ارب 20 کروڑ کی اپیل کے جواب میں 5/ارب 82 کروڑ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا گیا۔ جس میں اضافہ کی توقع ہے۔ اور یہ رقم 6/ارب ڈالر تک پہنچ جائے گی۔ اعلانات میں 3/ارب 90 کروڑ ڈالر کے آسان قرضے اور ایک ارب 90 کروڑ ڈالرز کی گرانٹ شامل ہے۔ سب سے زیادہ امداد دینے والوں میں عالمی بینک، ایشیائی بنک، امریکہ اور سعودی عرب شامل ہیں۔

کشمیر کا عطیہ

۔صدر جنرل پرویز مشرف نے ڈونرز کانفرنس میں بھارتی وفد سے مخاطب ہو کر کہا کہ بھارت مسئلہ کشمیر حل کرے۔ مصیبت زدہ اور زلزلہ سے متاثر کشمیر کے لئے یہ سب سے بڑا عطیہ ہوگا۔

تعمیر نو کے لئے فنڈز کا استعال ۔وزیراعظم

شوکت عزیز نے کہا کہ تعمیر نو اور ریلیف کے لئے فنڈز کے استعمال پر کسی کو شک نہیں ہونا چاہئے۔

گمراہی کا سمندر

۔امت مسلمہ کی کشتی گمراہی کے سمندر میں ڈوب رہی ہے ان خیالات کا اظہار رائے ونڈ کے اجتماع میں علماء نے کیا اور کہا کہ اللہ کا غضب زلزلوں اور طوفانوں کی شکل میں آ رہا ہے۔ مسلمان احکام اسلام سے غفلت اور اخلاقی تنزل میں مبتلا ہونے کی وجہ سے ساری دنیا میں ذلیل ہو رہے ہیں۔ جو قوم اپنی اسلامی اور ایمانی زندگی میں قلت تعداد سے دنیا کی بڑی سے بڑی طاقتوں پر بھاری تھی اور جسے اللہ نے تسخیر کائنات کی طاقت بخشی تھی اب وہ دنیا کی کمزور ترین قوم ہے اور اس کا کوئی وزن اور وقار نہیں رہا۔

(جنگ 20/نومبر 2005ء)

کروڑوں کی مالی بے قاعدگیاں ۔قومی اسمبلی

کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے وزارت سماجی بہبود اور انسانی ترقی کے قومی کمیشن کے حالیہ منصوبوں میں کروڑوں روپے کی مالی بے قاعدگیوں کا ازخود نوٹس لیتے ہوئے ذمہ داروں کے خلاف کارروائی کی ہدایت کی ہے۔

سانحہ سانگلہ ہل کی تحقیقات شروع ۔سانگلہ

ہل میں 11/نومبر کو قرآن محل عیسائی نوجوان یوسف مسیح کے ہاتھوں جلائے جانے اور 12 نومبر کو مسیحی چرچ اور سکول کو نذر آتش کرنے کے افسوسناک واقعہ کی اعلیٰ سطحی تحقیقات شروع کر دی گئی ہے۔ انکوائری ٹیم نے کہا ہے کہ اس سانحہ کی غیر جانبدارانہ تحقیقات کی جائیں گی۔ مسلم اور مسیحی نمائندے اپنے آپ کو بے گناہ کہتے ہیں تو وہ کون سے شر پسند عناصر ہیں جنہوں نے علاقہ کا سکون برباد کر دیا ہے۔ یہ مذہبی منافرت پھیلانے کی خوفناک سازش ہے۔ مجرموں کو عبرتناک سزا دی جائے گی۔

ربوہ میں طلوع وغروب 22 نومبر 2005ء

طلوع فجر	5:15
طلوع آفتاب	6:40
زوال آفتاب	11:54
غروب آفتاب	5:08

عثمان الیکٹرونکس اینڈ موبائل کارنر
042-7353105
ہر کمپنی کے موبائل، یونیورسل چارجر Universal Sim`Connections کارڈز ارزاں نرخوں پر دستیاب ہیں
1-لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور
طالب دعا: ذیشان قمر
Email:ucpak@hotmail.com

لاہور کراچی اسلام آباد میں جائیداد کی خرید وفروخت کا مرکز
علی اسٹیٹ
ALi EXPORT & IMPORT
پلاٹ، کوٹھیاں، رقبہ جات، لاہور، گوادر وغیرہ۔
چاول، دالیں، سبزی، فروٹ، تولیہ، بیڈ شیٹ چادر
بچوں کے کھلونے ڈیکوریشن پیس وغیرہ۔
SHAHKAR TRADERS. HEAD OFFICE:459-G4,
JOHAR TOWN,LAHORE TEL:92-42-5028290-91 TEL/FAX:92-42-5302046
GERMANY: WEISEN STR,HOUSE NO.6 GRIESHEIM 64347
TEL:00496155823270
FAX:00496155823264
E-mail:alishahkar5@yahoo.com
پروپرائٹر: چوہدری محمود احمد
0300-4358976

New BALENO SUZUKI
...New look, better comfort

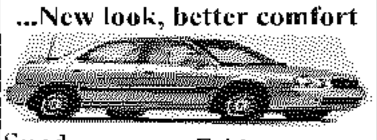

Sunday open Friday closed
Under supervision of Qualified Engineers
MINI MOTORS
54-Industrial Area, Gulberg III, Lahore
Tel:5712119-5873384

فخر الیکٹرونکس
ڈیلر:۔ فریج، ایئر کنڈیشنر
ڈیپ فریزر، کوکنگ رینج
واشنگ مشین ڈیزرٹ کولر، ٹیلی ویژن
ہم آپ کے منتظر ہونگے
1-لنک میکلوڈ روڈ جودھامل بلڈنگ لاہور
احمدی بھائیوں کے لئے خصوصی رعایت
طالب دعا: شیخ انوار الحق، شیخ منیر احمد
فون: 7223347-7239347-7354873

حبوب مفید اٹھرا
چھوٹی -/60 روپے بڑی -/240 روپے
تیار کردہ: ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
047-6212434 Fax:6213966

22 قیراط لوکل، امپورٹڈ اور ڈائمنڈ زیورات کا مرکز
Mob:0300-4742974
TEL:042-6684032
Mob: 0300-9491442
دلہن جیولرز
Dulhan Jewellers
Gold Palace Plaza, Shop # 1, Defence Chowk, Main Boulevard Defence Society, Lahore Cantt.
طالب دعا: قدیر احمد، حفیظ احمد

پاکستان الیکٹرونکس
سپیشل شادی پیکج
RS:49900/-
سپیشل آفر:۔ موٹر سائیکل کے ساتھ خوبصورت ہیلمٹ فری۔ خوبصورت دیدہ زیب طاقتور اور پائیدار
راوی موٹر سائیکل 70CC نقد اور آسان اقساط میں دستیاب ہے
1 سال وارنٹی کے ساتھ
آپ کا اعتماد ہماری پہچان
پاکستان بھر میں ڈلیوری کا بندوبست موجود ہے۔ (ویزا کارڈ کی سہولت موجود ہے)
042-5124127
042-5118557
Mob:0300-4256291
طالب دعا: مقصود احمد ساجد (سابقہ چینل ملازم PEL)
ایڈریس C1/26/2 نزد غوثیہ چوک کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور

AL-FAZAL JEWELLERS
YADGAR CHOWK RABWAH
PH:047-6213649

ماشاء اللہ گیزرز
طالب دعا: محمود
اعلیٰ کوالٹی کے بھاری چادر کے گیزر
لائف ٹائم گارنٹی کے ساتھ سیل اینڈ سروس
1-B-10-17 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور
فون: 042-5153706-0300-9477683

C.P.L 29-FD

IELTS/TOEFL/German Language
Do you want to get higher education in foreign Universities?
If yes then join classes for IELTS/TOEFL/German, O/A level math.
Hostel Facility for the students of other cities especially from Rabwah
Education concern ®
Mr. Farrukh luqman Mr. Muhammad Nasr-Ullah Dogar
829-C Faisal Town Lahore Pakistan
Office:042-5177124/5201895: Fax:042-5201895
Mobile: 0301-4411770/0303-6476707/0300-4721863/0333-4696098
Email: edu_concern@cyber.net.pk URL:www.educoncern.tk

بلال فری ہومیو پیتھک ڈسپنسری
زیر سرپرستی: محمد اشرف بلال
اوقات کار:
موسم گرما: صبح 9 بجے تا 5 بجے شام
وقفہ: 1 بجے تا 2 بجے دوپہر
ناغہ بروز اتوار
86- علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور